

رؤف پاریکھ *

اٹھارہ سو ستاون سے قبل کی اردو شاعری میں یورپی زبانوں کے دخیل الفاظ

۱۹
رؤف پاریکھ

ایک عام تصور یہ ہے کہ اردو زبان میں انگریزی کے الفاظ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد آنا شروع ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء سے قبل ہی یعنی انگریزوں کے مکمل غلبے سے پہلے ہی انگریزی اور بعض دیگر یورپی زبانوں کے الفاظ نے اردو زبان و ادب پر اپنے نقوش ثبت کرنے شروع کر دیے تھے اور اس کا ایک بڑا ثبوت انٹا اللہ خاں انٹا (م: ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) اور مصحفی (م: ۱۲۴۰ھ/۲۵-۱۸۲۳ء) جیسے مسلم الثبوت استادوں کے ہاں انگریزی الفاظ کا استعمال ہے۔ ان دونوں شعرا کا انتقال ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ انٹا اور مصحفی کے ہاں انگریزی اور یورپی زبانوں کے الفاظ کا استعمال ان کے معاصرین میں سب سے زیادہ ہے۔ انگریزی کے علاوہ پرتگالی زبان کے بعض الفاظ بھی اردو میں ۱۸۵۷ء سے قبل مستعمل تھے جو اردو میں پرتگالی سے براہ راست آئے تھے۔ البتہ بعض دیگر یورپی زبانوں مثلاً فرانسیسی کے الفاظ اردو میں انگریزی کے توسط سے پہنچے۔ ان میں سے کچھ الفاظ اٹھارویں صدی ہی میں اردو شاعری میں نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اس زمانے کی بعض نثری تصانیف، مثلاً میرامن کی گنج خوبی (سال تصنیف: ۱۸۰۳ء) میں چند اشعار میں اور جب علی بیگ سرور کی فسانہ عجائب (سال تصنیف: ۱۸۲۳ء) میں ایک شعر میں انگریزی کے الفاظ آئے ہیں، ہم نے اس مقالے میں ان اشعار کو بھی شامل کر لیا ہے۔

اس مقالے میں ہم کوشش کریں گے کہ اٹھارہ سو ستاون سے قبل کی اردو شاعری میں استعمال کیے گئے انگریزی اور بعض دیگر یورپی زبانوں کے الفاظ کا استعمال ان کے مفہوم اور استعمال کی اسناد کے ساتھ ہترتیب حروف تہجی پیش کر سکیں۔

اردو شاعری میں یورپی زبان کے لفظ کا اولین استعمال

قاضی ظہور الحسن ناظم سیوہاروی کے مطابق اردو میں یورپی زبانوں کے الفاظ نثر میں سب سے پہلے لالہ ہری ہر پشاد سنہلی نے اپنی کتاب بدائع الفنون میں استعمال کیے۔^۱ یہاں انھوں نے ۱۷۱۳ء کا سال درج کیا ہے جو غالباً کتاب کا سال تصنیف ہوگا۔ ناظم صاحب کے مطابق اردو شاعری میں سب سے پہلے انگریزی الفاظ راجا رام نرائن موزوں نے استعمال کیے۔ اس کے بعد انھوں نے موزوں کا یہ شعر دیا ہے جس میں لفظ بوتل (bottle) کی جمع ”بوتلاں“ آئی ہے:

اپنا دماغ عرشِ معنی پہ آج ہے
دلو کی بوتلاں ہیں جو آگ کو دھری ہوئی^۲

موزوں کے بارے میں حسن نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے لیکن اردو میں شعر کم کہے ہیں بلکہ کہے ہی نہیں ہیں۔ میر حسن کے الفاظ ہیں: ”صاحب دیوان فارسی۔۔۔ شعر ریختہ کم گفتہ، بلکہ نہ گفتہ“۔^۳ لیکن موزوں کا کم از کم ایک اردو شعر بہت مشہور ہے جو میر حسن کے بقول موزوں نے سراج الدولہ (م: ۱۷۵۷ء) کی شہادت کی خبر آنے پر فی البدیہہ کہا تھا۔ وہ خبر لانے والوں سے [تفصیل] پوچھتے تھے، شعر پڑھتے تھے اور روتے تھے:

غزلاں تم تو واقف ہو کہو مجھوں کے مرنے کی
دوانا مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذری^۴

قاضی ناظم سیوہاروی کے نقل کردہ موزوں کے شعر کی تصدیق کہیں سے بھی نہ ہو سکی کیونکہ راجا رام نرائن موزوں کا ذکر تاریخ ادب کی کتابوں میں قطعی ناکافی اور نہایت تشنہ ہے۔ بلکہ تذکروں میں بھی ان کا ذکر کم ہی ملتا ہے۔ میر حسن نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ موزوں عظیم آباد کے صوبے دار تھے اور شیخ علی حزیں کے شاگرد تھے۔^۵ اسپرنگر نے علی ابراہیم خاں خلیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ موزوں پٹنہ کے گورنر تھے، زیادہ تر فارسی میں شعر کہتے تھے، ایک الزام میں مجرم قرار پائے تو نواب میر محمد قاسم خاں کے حکم سے گنگا میں غرق کر دیے

گئے۔^۶ مالک رام کے مطابق یہ ۱۷۶۳ء کا واقعہ ہے۔^۷ بہر حال، اگر یہ شعر موزوں ہی کا ہے تو وہ اردو میں کسی یورپی زبان کے کسی لفظ کو اردو شاعری میں استعمال کرنے والے اولین سخن ور ٹھہرتے ہیں۔

راجا رام نرائن موزوں کے بعد انشا اور مصحفی ان اولین شعرا میں سے ہیں جن کے اردو کلام میں انگریزی الفاظ ملتے ہیں۔ اسی طرح ناخ (م: ۱۸۳۸ء)، شاہ نصیر (م: ۳۹-۱۸۳۸ء)، آتش (م: ۱۸۳۷ء)، ذوق (م: ۱۸۵۳ء)، بہادر شاہ ظفر (م: ۱۸۶۳ء) اور بعض دیگر شعرا کے ہاں انگریزی الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ گوان میں بعض کے ہاں انگریزی الفاظ اٹکا دکھائی ہیں لیکن یہ بدلتے ہوئے سیاسی حالات، انگریزی اقتدار کے عروج اور انگریزی زبان کے بڑھتے ہوئے اثرات کے غماز ہیں۔

بعض دیگر شعرا مثلاً علی اوسط رشک کے ہاں بھی یورپی زبانوں کے الفاظ ملتے ہیں، مثلاً رشک نے اسپتال، اسکول، ڈاکٹر (ڈاکٹر)، رفل (رائفل) جیسے لفظ استعمال کیے ہیں۔^۸ لیکن چونکہ یہ مقالہ ۱۸۵۷ء سے قبل کی شاعری میں اردو الفاظ کے استعمال پر ہے اور رشک کا انتقال ۱۸۶۷ء میں ہوا تھا اور یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کا کون سا کلام ۱۸۵۷ء سے پہلے کہا ہوا ہے لہذا ان کی شاعری سے اس مقالے میں مثالیں نہیں دی گئی ہیں۔ اسی طرح امداد علی بجر (م: ۱۸۷۸ء) کے ہاں گگ (cork) اور لیلام (نیلام، جو پرنگانی کے لیلاؤں کی تخریب ہے) جیسے الفاظ ملتے ہیں۔^۹ منیر شکوہ آبادی (م: ۱۸۸۰ء) کے ہاں لائٹن (lantern)، رفل، ریل، پستول اور گورزی وغیرہ ملتے ہیں لیکن ان کی تفصیل بھی یہاں نہیں دی جا رہی۔^{۱۰} امیر مینائی (م: ۱۹۰۰ء) کے ہاں بھی کچھ انگریزی الفاظ ملتے ہیں، ان کا ذکر بھی اسی لیے نہیں کیا جا رہا کہ ان کا دور ۱۸۵۷ء کے بعد کا ہے۔ اردو کے جس شاعر کے ہاں انگریزی کے الفاظ سب سے زیادہ ملتے ہیں وہ اکبر الہ آبادی (م: ۱۹۲۱ء) ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ ۱۸۵۷ء کے بہت بعد کا دور ہے۔

اردو میں یورپی زبانوں کے دخل الفاظ: ماقبل تحقیق کا ایک مختصر جائزہ

اردو میں مستعمل انگریزی الفاظ کے تاریخی پس منظر اور خصوصیات پر کچھ کام ہو چکا ہے، مثلاً اردو میں انگریزی الفاظ کے دخل ہونے کی تاریخ اور جوہات کا قاضی ناظم سیوہاروی نے ذکر کیا ہے۔^{۱۱} اردو میں دخل انگریزی الفاظ کے تلفظ میں جو تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، ان کی وضاحت اور جوہات پر گیان چند جین نے خوب روشنی ڈالی ہے۔^{۱۲} ابوالیث صدیقی نے اردو میں مستعمل انگریزی الفاظ کی اقسام بھی بتائی ہیں۔^{۱۳}

سہیل بخاری نے اردو میں دخل انگریزی اور دیگر زبانوں کے الفاظ کا ذکر کیا ہے۔^{۱۴} مولوی عبدالحق نے بھی اردو میں دخل الفاظ پر روشنی ڈالی ہے۔^{۱۵} محمد بن عمر کی کتابوں میں اردو میں دخل انگریزی، پرتگالی، فرانسیسی، ولندیزی اور دیگر مغربی زبانوں کے الفاظ کی تفصیل موجود ہے۔^{۱۶} ان سب کو یہاں دہرانا مقصود نہیں ہے۔ لیکن مذکورہ بالا کام، ماسوائے محمد بن عمر کی کتابوں کے بالعموم تاریخی اور لسانی پس منظر کی وضاحت کرتے ہیں اور کہیں کہیں چند الفاظ کی مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ محمد بن عمر کی کتابوں میں یورپی زبانوں کے دخل الفاظ کی خاصی طویل فہرست ملتی ہے لیکن ان میں بھی ۱۸۵۷ء سے قبل کی مثالیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ طارق رحمن (کذا: عبدالرحمن طارق چاہیے کیونکہ لفظ ”رحمن“ لفظ ”اللہ“ کی طرح ہے یعنی کسی مخلوق کا نام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مخلوق کو اللہ پکارنا گناہ عظیم ہے) اور فتح محمد ملک کی مشترکہ طور پر مرتبہ کتاب^{۱۷} میں دو رجید پید میں اردو میں شامل ہونے والے انگریزی الفاظ کا ذکر ہے، لیکن اس روایت کی ابتدا اور اولین نمونے ظاہر ہے کہ ان کا موضوع نہیں تھے۔

انگریزوں اور دیگر مغربی اقوام نے ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے برعظیم پاک و ہند کے مختلف علاقوں میں اپنی نوآبادیات قائم کرنا شروع کر دی تھیں۔ ۱۸۵۷ء ہمارے زوال کی انتہا تھی۔ انگریزوں سے قبل پرتگالیوں، ولندیزیوں اور فرانسیسیوں نے بھی برعظیم پاک و ہند پر قبضے کے لیے کوششیں شروع کر دی تھیں۔^{۱۸} جنوب اور جنوب مغربی ہندوستان کے ساحلوں پر مغربی اقوام بالخصوص پرتگالیوں کے آنے کے ساتھ ہی ان کی زبان اور تہذیب کے اثرات اس خطے پر پڑنا شروع ہو چکے تھے۔ جنوب مغربی ہندوستان میں اس کے اثرات نمایاں تھے۔ کجرات اور گوا کے سواحل پر پرتگالی تمدن کے اثرات کی ایک صورت پرتگالی زبان کے الفاظ کا مقامی زبانوں میں شامل ہونا بھی تھا۔^{۱۹} حتیٰ کہ کجرات میں تو سترہویں صدی ہی میں مقامی اور مغربی زبانوں کی کثیر زبانی لغات بھی بنا شروع ہو چکی تھیں اور ۱۶۳۳ء میں سورت (کجرات) میں ایک ایسی لغت مرتب کی گئی جس میں فارسی، اردو، انگریزی اور پرتگالی کے الفاظ درج تھے۔^{۲۰}

اردو شاعری میں یورپی زبانوں کے الفاظ کا استعمال مع اسناد (مترجم حروفِ جہی)

اس ضمن میں تاریخی پس منظر بہت تفصیل اور تطویل چاہتا ہے اور کئی کتابوں میں ان نوآبادیاتی کوششوں اور تاریخی واقعات کا بیان موجود ہے جن کے نتیجے میں اردو میں انگریزی اور دیگر مغربی زبانوں کے الفاظ داخل ہونا شروع ہوئے۔ لیکن ہر دست بکار سے بچتے ہوئے صرف چند شعرا، بطور خاص مصحفی اور انشا، کی

اردو شاعری میں پائے جانے انگریزی یا دیگر یورپی زبانوں کے الفاظ مع امثال پیش ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے اردو زبان اور ادب پر انگریزی زبان اور بعض دیگر یورپی زبانوں کے اثرات کا آغاز ہو چکا تھا۔ جو اشعار بطور سند پیش کیے گئے ہیں ان کے حوالے اشعار کے ساتھ ہی دے دیے گئے ہیں تاکہ قاری کو ہر شعر کے بعد مقالے کے اختتام پر درج حواشی نہ دیکھنے پڑیں۔ البتہ ان کتابوں کی طباعتی تفصیل آخر میں دی گئی کتابیات میں موجود ہے۔ شعری اسناد کو چھوڑ کر بقیہ حوالوں کا اندراج حسب دستور مقالے کے آخر ہی میں ہے۔

اپیل (appeal)

اپیل کا لفظ آج اردو میں عام ہے۔ عدالت سے انصاف کی درخواست کرنے، عدالت سے چارہ جوئی کے لیے رجوع کرنے اور کرکٹ میں امپائر سے کسی کھلاڑی کے آؤٹ ہونے کی درخواست کو بھی کہتے ہیں۔ مڈل انگلش میں یہ لفظ وجود رکھتا تھا، انگریزی میں قدیم فرانسیسی سے آیا ہے اور پہلے پہل قانونی تناظر میں استعمال ہوا تھا۔^{۲۱} اوکسفرڈ کی مختصر لغت کے مطابق فرانسیسی میں لاطینی سے آیا اور لاطینی میں یہ جس مادے سے مشتق ہے اس کے معنی ہیں خطاب کرنا۔^{۲۲}

اس شعر میں مصحفی نے بھی قانونی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا ہے:

سارے عالم میں ترا حکم ہے دائر سائر
کیوں نہ حاضر رہیں در پر ہی اپیل اور کورٹ

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۳۳)

اردولی (orderly)

پلیٹس کے مطابق ”اردولی“ انگریزی لفظ کی تخریب ہے۔ فیلس نے اسے انگریزی لفظ orderly کا بگاڑ لکھا ہے۔ انگریزی تلفظ ”اورڈرلی“ کا یہ بگاڑ اردو میں آج بھی رائج ہے اور چیرا سی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ محمد بن عمر کے مطابق یہ فرانسیسی لفظ ہے جو انگریزی کے توسط سے اردو میں پہنچا ہے۔^{۲۳} انگریزی میں عسکری اصطلاح کے طور پر orderly اور orderly officer بھی مستعمل ہیں۔ اردولی سے مراد سپاہی ہے جو احکام بجلائے، نیز کسی فوجی افسر کے چھوٹے موٹے کام کرنے والا سپاہی بھی اردولی کہلاتا ہے۔

دواں ہیں آگے آگے لہجہ دل کے یوں مرے آنسو
چلیں ہیں اردلی کے لوگ جوں کیتان کے آگے
(نگین، دیوان بیخندہ، ص ۱۲۲)

اردلی کے جو گراں ڈیل ہیں ہوں گے سب جمع
کرنا [کذا: قرنا] پھونکے گا جس وقت کہ آ سکھدرن
(انشاء، کلام انشاء، ص ۳۲۳)

ارگن (organ)

اصلاً یونانی زبان کا لفظ ہے جو لاطینی سے ہوتا ہوا انگریزی میں پہنچا اور اس کی اصل جو یونانی لفظ ہے
اس کے معنی ہیں 'اوزار' یا 'آلہ'۔ ۲۳ انگریزی میں اس کے معنی ابتداً آلہ موسیقی کے تھے۔ ۲۵ انگریزی سے اردو
میں داخل ہوا۔ ساز یا آلہ موسیقی کے معنی میں مستعمل اس انگریزی لفظ کا ایک اردو املا آرگن بھی ہے۔

یا انگوٹھی کی گھڑی ہے وہ نزاکت سے بھری
جس پہ قربان کیے سینکڑوں بچتے ارگن
(انشاء، کلام انشاء، ص ۳۲۵)

سہنچ کر تار رگ بر بہاری سے کٹی
خود نسیم سحر آوے گی بجانے ارگن
(انشاء، کلام انشاء، ص ۳۲۳)

الکٹریسی (electricity)

اس کا مادہ یونانی لفظ elektron ہے، جس کے معنی ہیں 'ہاتھ رگڑنا'۔ یہ لاطینی میں پہنچ کر کچھ تبدیل
ہوا اور وہاں اس کے معنی ہو گئے 'انگا رانیا' چنگاری۔ شاید اس لیے کہ ہاتھ رگڑنے سے تپش پیدا ہوتی ہے۔ ۲۶
وہاں سے یہ انگریزی میں داخل ہوا اور پھر اردو میں پہنچا۔ بجلی کے لیے یہ لفظ انشا کے زمانے سے رائج ہے، گواہ
اردو میں اس کا ایک املا 'الیکٹریسی' بھی ہے۔

ایک الک ٹریسی ایسی ہے بتائی جس کو
کبھی دیکھے تو فلاطوں رہے سرکن برکن
(انشاء، کلام انشاء، ص ۳۲۹)

برجس (breeches)

بقول شمرل اس کی اصل ایک جرمنک (Germanic) لفظ ہے۔ ولندیزی میں بھی اس سے ملتا جلتا ایک لفظ تھا۔ لیکن قدیم انگریزی میں تلفظ اور املا کی کچھ تبدیلی کے ساتھ اس مخصوص لباس کے لیے رائج ہوا جو ناف سے گھٹنوں تک کے حصہ جسم کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ قدیم انگریزی میں یہ جمع کے طور پر ہی رائج تھا لیکن پھر واحد ہو گیا۔ کسی زمانے میں ”عقبی حصہ“ کے معنوں میں بھی رائج تھا لیکن پھر مختصر پاجامہ کے معنوں میں مستعمل ہو گیا۔ ۲۷ ”برجز“ گھٹنوں سے نیچے تک آنے والا ایک لباس ہوتا تھا جس کو دربار میں یا گھڑ سواری کے وقت پہنتے تھے۔ اردو میں اس کا تلفظ بگڑ کر برجس ہو گیا۔

جب تک کفنی کے سر پر ہے فرنگی ٹوپی
جب تک پا میں ہے غنچے کے گلابی برجس

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۴۶)

بسکٹ (biscuit)

اس کے لاطینی اشتقاق کے معنی ہیں دو دفعہ پکانا۔ دراصل کسی زمانے میں بسکٹ کو پہلے پکاتے تھے پھر اسے خشک کرتے تھے۔ لاطینی سے قدیم فرانسیسی اور پھر انگریزی میں پہنچا۔ ۲۸ ہمیں بھی انگریزی سے تھے میں ملا۔ انگریزی تلفظ تو ”بسکٹ“ (کاف کمسور) ہے لیکن اردو میں ”بسکٹ“ (کاف مضموم) بھی بولتے ہیں۔ مصحفی نے بھی اس کا تلفظ بسکٹ (کاف مضموم) سے کیا ہے، کیونکہ اس غزل میں قافیے بگٹ، چٹھٹ، لٹ وغیرہ ہیں۔

ہے یہ فلک سفلہ وہ پیکا سا فرنگی
رکتا ہے مہ و خود سے جو پاس اپنے دو بسکٹ

(مصحفی، کلیات، جلد ۷، ص ۸۴)

بگی رتھی (buggy)

یہ اگرچہ بحث طلب ہے کہ بگی یا بگھی کی اصل کیا ہے لیکن یہ اس کا اردو ہونا بھی یقینی نہیں ہے اور یہ لفظ انگریزی میں خاصے عرصے سے رائج ہے۔ گوارو لغت بورڈ کی لغت کے مطابق ”بگھی“ کی اصل ”ہندی“ ہے (کسی ”اردو“ لفظ کی اصل کو ”ہندی“ قرار دینا بذاتہ خود ایک بحث طلب مسئلہ ہے کیونکہ اس طرح ہندی

اردو سے قدیم تر ٹھہرتی ہے، حال آنکہ دونوں بہنیں ہیں اور دونوں کی اصل پراکرت ہے۔ ادبی زبان کے لحاظ سے تو ہندی کے مقابلے میں اردو کہیں نیا وہ قدیم ہے۔ لیکن ”تگھی“ کو یورڈ کی لغت نے ”تگی“ سے رجوع کر دیا ہے اور وہاں اس کا اشتقاق انگریزی کے لفظ buggy سے ظاہر کیا ہے۔ گویا خود یورڈ بھی تذبذب کا شکار ہے۔ پلٹیس نے بھی اسے ”ہندی“ قرار دیا ہے (یورڈ نے غالباً پلٹیس ہی کا اتباع کیا ہے لیکن پلٹیس کی تمام تر خوبیوں کے ساتھ اس کا ایک عیب یہ ہے کہ وہ غیر ضروری طور پر لفظ کا اشتقاق سنسکرت سے اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بعض عربی اور فارسی الفاظ کی اصل بھی اس نے سنسکرت بتائی ہے۔ ممکن ہے اس کی کوئی مجبوری ہو لیکن یورڈ کی کیا مجبوری تھی؟)۔

بہر حال، یہ لفظ ”تگھی“ یا ”تگی“ انگریزی میں مستعمل رہا ہے اور اب بھی ہے (گو بعض دیگر مفاہم میں بھی آگیا ہے) مگر انگریزی لغات میں اس کی اصل کو ”نامعلوم“ کہا گیا ہے، مثلاً اوکسفرڈ نے اس لفظ کے ساتھ of unknown origin اور ویبستر نے origin uncertain لکھا ہے۔ وائٹ ورتھ نے انگریزی میں مستعمل دہی الفاظ کی اپنی مشہور لغت میں کجراتی کے bagi کو buggy کی اصل قرار دیا ہے۔^{۲۹} لیکن ہابسن جابسن (جو اس ضمن میں نیا وہ معتبر اور مبنی بر تحقیق سمجھی جاتی ہے اور جس میں الفاظ کے استعمال کی قدیم اسناد بھی دی گئی ہیں) کے مؤلفین کے مطابق یہ لفظ انگریزی میں خاصے عرصے سے مستعمل رہا ہے لیکن اس کی اصل کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ ان کے مطابق یہ انگلستان میں مستعمل ضرور رہا ہے لیکن یہ وہاں عام نہیں تھا البتہ امریکا اور آئرلینڈ میں نیا وہ معروف رہا۔^{۳۰} کوئی لفظ انیسویں صدی عیسوی میں انگلستان میں کم اور امریکا میں نیا وہ رائج ہو تو اس کا مقامی یعنی پراکرت ہونا ہماری رائے میں قرین قیاس نہیں۔ ”انگلوانڈین“ الفاظ کی جو لغات ہمارے دور میں مرتب کی گئی ہیں ان میں آئیو رلیوں کی لغت زیادہ معروف ہے اور مقامی یا دہی الفاظ کے انگریزی میں استعمال کے ضمن میں تحقیق کا شاہکار ہے۔ اس کے مطابق گو buggy کا تعلق bogie اور bug سے غیر یقینی ہے لیکن پھر بھی ایسی کوئی وجہ نہیں جس کی بنیاد پر اس کی اصل کو ”انگلوانڈین“ قرار دیا جائے۔ تاہم یہ لفظ ہندوستان میں رائج تھا اور اس کے معنی تھے: ایک ہلکی اور ایک گھوڑے یا دو گھوڑوں کی گاڑی جس میں ایک یا دو مسافر بیٹھ سکتے تھے اور ہندوستان میں اس گاڑی کے اوپر ایک چھتری یا چھجا بھی ہوتا تھا۔^{۳۱} مغربی زبانوں میں لفظ تگھی کی اصل معلوم نہ ہونے کے باوجود چونکہ یہ طے ہے کہ یہ بہر حال اردو پراکرت سنسکرت کا

لفظ نہیں ہے لہذا اسے کسی مغربی زبان کا حصہ سمجھنا غلط نہ ہوگا۔ چنانچہ اس کے اردو میں استعمال کی سند حاضر ہے۔ بہر حال بورڈ نے اپنی لغت میں لفظ ”بگھی“ کی سند انشا کی کلیات سے ضروری ہے۔ یہ کلام انشا میں بھی موجود ہے۔ البتہ بورڈ نے ”بگھی“ کی سند کو ”بگھی“ کے تحت درج کیا ہے حالانکہ کلیات انشا مرتبہ مرزا محمد عسکری و محمد رفیع میں اس کا املا ”بگھی“ ہی درج ہے۔ ملاحظہ ہو:

بکھیاں نور کی تیار کر اے بوے سمن
کہ ہوا کھانے کو نکلیں گے جوانان چمن

(انشا، کلیات، ص ۲۶۳)

بوتل (bottle)

اوکسفرڈ کی مختصر لغت کے مطابق یہ اصلاً لاطینی لفظ ہے۔ لاطینی سے فرانسیسی اور وہاں سے انگریزی میں پہنچا۔ اردو کو انگریزی کا عطیہ ہے۔

اپنا دماغ عرشِ معلیٰ پہ آج ہے
داد کی بوتلاں ہیں جو آگو دھری ہوئی

(رام نرائن موزوں، بحوالہ ناظم سیہاروی، ص ۳۱)

اپنے گیلیاں شگوفے بھی کریں گے حاضر
غنچہ و گل سبھی وہاں کھولیں گے بوتل کے دہن

(انشا، کلام انشا، ص ۳۲۳)

مصرع ثانی میں ”وہاں“ کو ”واں“ یا ”وہاں“ پڑھنا ہوگا ورنہ سا قضا لوزن ہو جائے گا۔

وقت آیا ہے کہ فیروزہ بنے بادۂ لعل
وقت آیا ہے کہ ہو سبز زمیں پر بوتل

(صحیفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۵۸)

کیا کہے تیج امدوے قافل کی آب کی
عکس مڑہ سے کھتی ہے بوتل شراب کی
وہ رند بادہ کش ہوں کہ تو کیا ہے زاہدا!
قاضی نے نذر دی مجھے بوتل شراب کی

(ناخ، کلیات، جلد ۲، حصہ ۲، ص ۱۵۶)

اللہ رے نھ دیکھ کے طوطی کو بام پر
یولا وہ بادہ نوش یہ یوحل ہے سرخ و سبز

(شاہ نصیر، کلیات، جلد ۲، ص ۸۲)

پرتگیزی/پرتگیزی (Portuguese)

پرتگال (Portugal) کو اردو میں پرتگیزی بھی کہا گیا۔ یہ لاطینی سے انگریزی میں اور انگریزی سے اردو میں آیا۔ اسی سے صفت پرتگیزی بنائی گئی یعنی پرتگال سے متعلق یا پرتگال کا، نیز پرتگال کا باشندہ یا وہاں کی زبان اس کی مونث پرتگیون ٹھہری، یعنی پرتگیوی خاتون۔

دلا اس پرتگیون کی صب مڑگاں سے پچتا رہ
کہ یہ پٹن بہت سنگیں ہے شدت کی کٹیلی ہے

(شمس، کلیات، ص ۲۰۹، بحوالہ قاضی عبدالوہاب، ص ۹۳)

پرمت (permit)

اردو میں اس کا تلفظ بالعموم پرمت (میم مکسور) ہی کیا جاتا ہے۔ البتہ اس کا تلفظ مصحفی نے ”پرمت“ (یعنی میم مفتوح) کیا ہے۔ ممکن ہے اس وقت رائج تلفظ آج کے تلفظ سے مختلف ہو۔ لیکن قافیے کی مجبوری بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ شعر جس قصیدے کا حصہ ہے اس میں قافیے الٹ، گھونگھٹ، کڑواہٹ وغیرہ ہیں۔ بعد کے دور میں یہ لفظ امیر بینائی کے ہاں ہے اور انھوں نے بھی ”م“ کو مفتوح ہی لکھا ہے۔ اجازت یا اجازت نامے کے مفہوم میں آتا ہے۔ صاحب نور اللغات کے مطابق یہ معنی بھی ہیں: محصول یا مقام جہاں سرکاری محصول لیا جائے۔ اردو میں انگریزی سے آیا لیکن اس کی اصل لاطینی ہے۔

خالی از فیض نہ دیکھی تری خدمت بخشی
ہو وہ سلطان جہاں جس کو تو دیوے پرمت

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۳۳)

یہ دل ہدف ہے طعل فرنگی گاک تفتنگ
چپکاتا کیوں یہ کانڈ پرمت ہے بالس پر

(شاہ نصیر، کلیات، جلد ۲، ص ۲۵)

پستول (pistol)

”پستول“ کا یہ تلفظ بھی اردو میں خاصا پرانا ہے۔ اردو میں انگریزی سے آیا۔ انگریزی میں سولہویں صدی عیسوی سے رائج ہے لیکن یہ آیا فرانسیسی سے تھا۔ فرانسیسی میں بھی جرمن سے آیا۔ جرمنوں نے چیک زبان سے لیا تھا۔ ان زبانوں میں ظاہر ہے اس کا املا اور تلفظ تھوڑا سا مختلف تھا۔^{۳۲} لیکن چیک زبان میں اس کا مطلب تھا ”سیٹی“ (whistle)، غالباً اس کی ظاہری ساخت اور ہیئت میں مماثلت کی وجہ سے یہ نام پڑ گیا۔^{۳۳} بہر حال اردو میں پستول بن کر آیا۔

اور اس پہ یہ کہ وہ شب ٹھہرے روز موجودات
جو پانچوں باندھیے تھیاری اور چھٹی پستول

(سودا، کلیات، جلد ۲، ص ۸۷)

اور جو ہیں صاحب عزت ہے انھوں کی یہ معاش
تھے سلخ خانہ جہاں واں نہیں اب اک پستول

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۱۰۵)

پلٹن (platoon)

”پلٹن“ کا تلفظ ”پلٹن“ (پ اور ٹ مفتوح) اردو میں خاصا عام ہے۔ اسے اردو میں پلاٹون بھی لکھا گیا ہے۔ اب اپنے اصطلاحی معنوں کے علاوہ ہجوم یا بھیڑ وغیرہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن اس دور میں اس کا کئی شعرا کے ہاں استعمال نہ صرف انگریزوں کے تہذیبی اثرات بلکہ سیاسی اور عسکری اثرات کا بھی پتا دیتا ہے۔ انگریزی سے اردو میں آیا لیکن اس کی اصل فرانسیسی ہے۔^{۳۴}

پلٹنیں اور توپیں جب ستمکھ ہوئیں
مرہٹے ہیبت کے مارے تو گئے

(میرامن، گنج خوبی، ص ۳)

پتے تل تل کے بجاویں گے فرنگی
لالہ لاوے گا سلامی کو بنا کر پلٹن

(انٹا، کلام انٹشا، ص ۲۲۳)

دلا اس پرتکیزوں کی صہ مڑگاں سے پچتا رہ
 کہ یہ پلٹن بہت سنگیں ہے شدت کی کٹیلی ہے
 (انسوس، کلیات، ص ۲۰۹، بحوالہ قاضی عبدالوہاب ص ۱۹۳)

نظر آتا ہے غلش گر وہیں اک پل میں نصیر
 چڑھ کے شب خوں صہ مڑگاں پہ وہ پلٹن مارے
 (شاہ نصیر، کلیات، جلد ۳، ص ۸)

تیار رہتی ہیں صہ مڑگاں کی پلٹنیں
 رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا
 (آتش، کلیات، جلد ۱، ص ۲۲۰)

پنسل (pencil)

اس کی اصل بڑی دلچسپ ہے۔ قدیم انگریزی میں اس کا مطلب تھا رنگنے کا باریک ”برش“ (brush) کیونکہ انگریزی میں یہ قدیم فرانسیسی سے آیا تھا جس میں اصل لفظ تھا pincel۔ فرانسیسی میں یہ دراصل لاطینی کے ایک لفظ کی شکل تھی جس کے معنی تھے ”ڈم“۔ سولہویں صدی میں انگریزی میں pencil کا مفہوم ”باریک برش سے رنگ کرنا“ بھی تھا۔ لیکن پھر اس کا استعمال موجودہ رائج معنوں میں ہونے لگا۔^{۳۵} مصحفی نے اس کے تلفظ میں ”مس“ کو کمزور کی بجائے مفتوح باندھا ہے۔ یہ قافیے کی مجبوری بھی ہو سکتی ہے اور اس وقت کا رائج تلفظ بھی۔ صاحب نور اللغات کے مطابق بھی اردو میں فتح ”مس“ رائج ہے۔

رعب سایہ سے ترے اس کا عجب بھی تو نہ جان
 دسب نقاش میں گر بید سی کانپے پنسل^{۳۶}

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۵۹)

پوڈر (powder)

پاؤڈر کا ایک تلفظ پوڈر بھی ہے اور اردو میں اب بھی مستعمل ہے۔ اردو میں سب سے پہلے انٹانے استعمال کیا۔ اردو میں انگریزی سے، انگریزی میں قدیم فرانسیسی سے اور فرانسیسی میں لاطینی سے آیا۔^{۳۷}

کونق شبنم سے چھڑک بالوں پہ اپنے پوڈر
 بیٹھ کر جلوے کی کرسی پہ دکھاوے گا بچھن

(انٹا، کلام انشا، ص ۳۲۳)

توس (toast)

انگریزی کو فرانسسی کا تھفہ ہے اور اسے لاطینی نے عطا کیا تھا۔ مفہوم تھا (سورج کی طرح گرمی سے) جلانا یا جھلسانا یا گرمی سے خشک کرنا۔ ۳۸ انگریزی نے اردو کی جھولی میں ڈالنا تو اسے ”ٹوسٹ“ سے توس بنا لیا گیا۔ فسانۃ عجائب (۱۸۲۳ء) میں ایک شعر میں یہ لفظ آیا ہے۔ غالباً جب علی بیگ سرور (م: ۱۸۶۹ء) ہی کی تخلیق ہے:

اس لعجب فرنگ کو دکھلا کے قاشِ دل
کہتا ہوں چکھو یہ دلِ بریاں کا توس ہے

(سرور، فسانۃ عجائب، مرتب رشید حسن خاں، ص ۱۵۷)

جرل (general)

لاطینی سے فرانسیسی اور وہاں سے انگریزی میں پہنچا۔ لاطینی میں معنی تھے: نوع یا قسم۔ لیکن یورپ کی کئی زبانوں میں ”عام“ (یعنی ”خاص“ کی ضد) کے طور پر رائج ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس شخص کو بھی کہنے لگے جس کے پاس عام یا تمام اختیارات ہوتے۔ پھر فوج میں کمانڈر کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ ۳۹ اسی ”جنرل“ کا بگاڑ اردو میں جنرل اور جنرل ہوا۔

جب تک چرخ کہن شکلِ گورز میں رہے
صاحبِ شرق میں جب تک کہ ہوں جنرل کے چلن

(انثا، کلام انشاء، ص ۲۳۱)

ڈاکٹر (doctor)

انگریزی میں ڈاکٹر ابتداً عالم فاضل شخص کے معنی میں مروج تھا۔ قدیم گرجا کے اکابر میں سے کوئی شخص بھی ڈاکٹر کہلاتا تھا۔ انگریزی میں فرانسیسی سے آیا اور اصلاً لاطینی ہے۔ لاطینی میں استاد یا معلم کے معنی میں رائج تھا کیونکہ اس کے لاطینی مادے سے جو صدر بنتا تھا اس کے معنی تھے پڑھانا، تعلیم دینا۔ یونانی ورثی جسے اعلیٰ ترین سند دیتی تھی اسے بھی ڈاکٹر کہتے تھے۔ یہ سند طب کی بھی ہو سکتی تھی۔ ۴۰ چنانچہ طبیب کے معنی میں بھی آ گیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح اردو میں حکیم کے معنی علم و حکمت جاننے والا بھی ہے اور طبیب بھی۔ ڈاکٹر صاحب بھی اردو میں انگریزی کے راستے سے آئے اور اس وقت کی یادگار ہیں جب ہمارے ہاں حکیم یا طبیب ہوتے تھے

لیکن ڈاکٹر تو صرف انگریز یا فرنگی ہی ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو:

زیم شمشیر نگہ حیف کہ اچھا نہ ہوا
کرنے کو اس کی دوا ڈاکٹر انگریز آیا

(مصحفی، کلیات، جلد ۷، ص ۷۵)

قسم ہے حضرت عیسیٰ کی آکھیں اس کی آفت ہیں
سلف میں بھی فرنگی ڈاکٹر ایسے نہ ہوتے تھے

(شاہ نصیر، کلیات، جلد ۳، ص ۱۰۶)

رپٹ (report)

اردو میں اب عام طور پر ”رپورٹ“ بولا اور لکھا جاتا ہے۔ رپٹ (’زاورپ‘ مفتوح) انگریزی تلفظ کا بگاڑ ہے۔ مصحفی سے لے کر اکبر الہ آبادی تک اس کا استعمال ملتا ہے۔ لیکن مصحفی نے (اور بعد کے دور میں امیر مینائی نے بھی) ”رپٹ بولنا“ استعمال کیا ہے جو اب رائج نہیں۔ اکبر نے ”رپٹ لکھوانا“ استعمال کیا ہے۔ انگریزی سے اردو میں آیا۔ انگریزی میں قدیم فرانسیسی سے اور وہاں لاطینی سے۔^{۳۱}

صاحب حکم و جلالت ہے تو ہر شام و سحر
آکے مزخ ترے سامنے بولے ہے رپٹ

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۳۳)

رجمن (regiment)

یہ انگریزی کے رجمنٹ کا بگاڑ ہے۔ لاطینی سے فرانسیسی اور وہاں سے انگریزی میں پہنچا۔^{۳۲} اردو میں اب رجمنٹ ہی مستعمل ہے، گوانٹا کے اس شعر میں، جو ایک قصیدے بعنوان ”بادشاہ انگلستان جارج سوم کی تعریف میں“ کا حصہ ہے، ٹیپو سلطان جیسے بطل قوم کے مقابلے میں انگریز رجمنٹ کی تعریف کچھ بھلی نہیں لگتی۔ انٹا نے مذکورہ اندھا ہے مگر اب رجمنٹ اردو میں بالعموم تائیسٹ کے ساتھ مستعمل ہے۔

ٹیپو سلطان کا قصہ وہ سنا ہووے گا
کر کے کیا کام پھرا وہاں جو گیا تھا رجمن

(انٹا، کلام انشا، ص ۳۲۹)

متن میں ”وہاں“ کا املہ ہائے مخلوط سے (یعنی ”وہاں“) کیا گیا ہے۔ ”وہاں“ کا تلفظ ”وہاں“

(یا ”واں“) ہی کرنا پڑے گا تا کہ خارج از بحر نہ ہو جائے۔

رفل (rifle)

رائفل کا یہ تلفظ ۱۸۵۷ء کے فوراً بعد کے بعض اردو شعرا کے ہاں بھی ملتا ہے جو شاید جنگ آزادی کا تحفہ ہے۔ شعرل کے مطابق rifle کی اصل ”جرمینگ“ ہے اور فرانسیسی سے انگریزی میں پہنچا۔^{۴۳} ویسٹر کے مطابق قدیم فرانسیسی کا ایک لفظ اس کی اصل ہے۔^{۴۴}

نیر طائر کو تمنا ہے کہ تیرا ہوں شکار
تا کہ گر سوے فلک ہاتھ میں لے کر تو رفل

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۵۹)

اتنی شکار گاہ جہاں میں ہے آرزو
ہم سامنے ہوں اور تمھاری رفل چلے

(آتش، کلیات، جلد ۲، ص ۲۸۹)

سائن رساٹھن (satin)

سائن ایک قسم کا چمک دار اور پچھنا سا کپڑا ہوتا ہے جو بالعموم ریشم سے بنا جاتا ہے۔ یہ لفظ، اوسفر ڈانگریزی لغت کے مطابق، عربی کے ”زیتونی“ کا بگاڑ ہے اور انگریزی میں عربی سے قدیم فرانسیسی کے توسط آیا تھا (غالباً کپڑے کے رنگ کی مناسبت سے)۔ شعرل کی رائے یہ ہے کہ یہ ”سنگیانگ“ (Tsinkiang) (چین کا ایک شہر) کا بگاڑ ہے لیکن اس کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ عربی کے ”زیتونی“ سے بنا ہے جو ”سنگیانگ“ کا ”مترادف“ ہے اس مترادف والی بات کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔ انگریزی لغات اور ذخیرہ الفاظ سے متعلق کتابوں میں عربی الفاظ کے بارے میں اسی طرح کی حیران کن لاعلمی ملتی ہے اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر میں اس کے ایک چھے ساتھن بھی تھے جو velveteen (ایک قسم کا مخملیں سوتی کپڑا) کے انداز پر بنائے گئے تھے۔^{۴۵} بہر حال اردو میں انگریزی کے توسط ہی سے پہنچا ہے۔ اردو میں اب سائن (سے مفتوح نیز کمسور) کہلاتا ہے، انٹانے اس کا تلفظ ساٹھن (ٹھ مفتوح) کیا ہے اور کپڑے ہی کے معنی میں استعمال کیا ہے جیسا کہ ”آب رواں“ (ایک قسم کا کپڑا) کے لفظ اور فحوائے کلام سے بھی ظاہر ہے (سبزے اور نیلے کی مناسبت بھی قابل غور ہے)۔ ایک قابل غور بات اس مثال سے یہ بھی سامنے آتی ہے کہ

اساتذہ عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ دوسری زبانوں کے الفاظ جوڑ کر ترکیب سازی اور انگریزی الفاظ کے ساتھ کسرۃ اضافت لگانے کو معیوب نہ جانتے تھے، جیسا کہ اس شعر میں ”ازار ساٹھن“ سے ظاہر ہے۔ لیکن آج ہم عربی و فارسی کے ساتھ اردو و ہندی یا انگریزی کی ترکیب کو گوارا نہیں کرتے۔

ٹانگ لے بادلے کا آپ رواں سے نیضہ
ڈال کر سبزے سے ٹانگوں میں ازار ساٹھن

(انشاء، کلام انشاء، ص ۳۲۳)

فریم (frame)

یہ لفظ قدیم انگریزی میں تھا لیکن اس کی اصل جرمنیک ہے۔ ابتدائی استعمال مختلف معنوں میں تھا اور تصویر یا دروازے کے چوکھٹے کے معنوں میں بعد میں مستعمل ہوا۔^{۳۶} لیکن اردو میں بہر حال انہی معنوں میں ملتا ہے۔

ترے رخسارِ تاباں کا کبھی جو عکس پڑتا ہے
فریم آئینے کے بنتے ہیں، ہالہ ملو کابل کا

(ناخ، کلیات، جلد ۱، ص ۸۱)

فیر (fire)

لفظ فائر کا یہ پرانا املا ہے لیکن کسی زمانے میں عام تھا اور بہت عرصے تک رائج رہا۔ بلکہ کم پڑھے لکھے لوگ اب بھی فیر ہی کہتے ہیں۔ قدیم انگریزی میں تھا مگر اس کی اصل مغربی جرمنیک ہے۔^{۳۷} قدیم انگریزی میں مختلف بھجوں کے ساتھ آگ کے لیے سامان مہیا کرنا کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔^{۳۸} اسی آتش سے آتشیں اسلحے کے مفہوم میں بھی آگیا۔ اردو میں ”بندوق چلنے کا عمل“ ہی کے مفہوم میں مستعمل ہے اور خاصے عرصے سے مستعمل ہے۔

فیر سنتے ہی فزو ہو چلے
پھوٹی جب بندوق کوے اڑ گئے

(میرامن، گنجِ خوبی، ص ۳)

پکارے سب کہ قواعد ہے فوج میں شایہ
کہ فیر اڑ رہے ہر صف میں ہیں قطار قطار

(ذوق، کلیات، جلد ۲، ص ۱۹۶)

غضب ہے توپ پر عاشق کو رکھ کر
فرنگی زاد تیرا فیر کنا

(ظفر، کلیات، ظفر، دیوان سوم، ص ۱۳)

کاگ (cork)

پرانا اردو تلفظ انگریزی سے تھوڑا مختلف ہے۔ اب اردو میں اسے کارک بھی لکھتے ہیں۔ انگریزی میں ہسپانوی سے آیا، ہسپانوی میں عربی سے اور خیال ہے کہ عربی میں لاطینی سے آیا ہے۔^{۳۹} جس درخت سے کورک یا کارک حاصل ہوتا ہے وہ ایک قسم کا شاہ بلوط ہے اور cork oak کہلاتا ہے۔ اس سے مختلف چیزیں بنتی ہیں جن میں بوتلوں کے کاگ بھی شامل ہیں۔

کاٹ ڈالوں گا گلا اپنا گلابی توڑ ڈال
بندھ گیا ہے دل ہمارا ساقیا اس کاگ میں^{۵۰}

(اختر، واحد علی شاہ، کلیات، ص ۵۱۴)

کپتان (captain)

کیپٹن یا کپتان کی اصل لاطینی ہے۔ وہاں سے کپتان صاحب قدیم فرانسیسی میں پہنچے اور پھر انگریزی کے راستے اردو میں وارد ہوئے۔^{۵۱}

رداں ہیں آگے آگے لُجِ دل کے یوں مرے آنسو
چلیں ہیں اردلی کے لوگ جوں کپتان کے آگے

(رنگین، دیوان بیخندہ، ص ۱۲۲)

کلکٹر (collector)

اس کی اصل لاطینی ہے۔ یہ فرانسیسی سے ہوتا ہوا انگریزی میں پہنچا۔^{۵۲}
ملک گیری میں گورنر تجھے سمجھے جو فلک
ہوویں پھر کیوں نہ کلکٹر ترے لیٹ اور ابٹ

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۳۳)

کمپنی (company)

اصلاً فرانسیسی ہے قدیم فرانسیسی سے انگریزی میں آیا۔ کئی معنی ہیں لیکن یہاں مراد ایسٹ انڈیا کمپنی ہے اور انشا کی یہ دعا آج ہمارے لیے تکلیف دہ ہے۔

کمپنی نور کی جب تک کہ رہے یہ قائم
بادشاہی رہے اس کی بھی یہ وجہ احسن

(انشاء، کلام انشاء، ص ۳۲۱)

کورٹ (court)

یہ بھی قدیم فرانسیسی سے انگریزی میں آیا۔ دراصل جب گیا رھویں صدی عیسوی میں فرانسیسیوں اور نارمنوں نے (جو نارمنڈی، فرانس سے تعلق رکھتے تھے) انگلستان پر قبضہ کر لیا تو فرانسیسی الفاظ اور اصطلاحات انگریزی میں بہت بڑی تعداد میں داخل ہو گئے۔ ۵۳ آج بھی انگریزی کے ذخیرۃ الفاظ کا خاصا بڑا حصہ فرانسیسی الفاظ پر مشتمل ہے۔ ۵۴ کورٹ انگریزی میں عدالت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور دربار کے معنی میں بھی۔ صحیح تلفظ ”ر“ ساکن کے ساتھ ہے البتہ مصحفی اور امیر بیتائی دونوں نے ”رے“ کو ساکن کی بجائے مفتوح باندھا ہے یعنی کورٹ۔ اس وقت رائج تلفظ کیا تھا اس بحث سے قطع نظر، وزن اور قافیے کی مجبوری بھی نظر آتی ہے۔

سارے عالم میں ترا حکم ہے دائر سائر
کیوں نہ حاضر رہیں در پر ہی اپیل اور کورٹ

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۳۳)

کونسل (council)

لاطینی کے ایک لفظ کو بھی اس کی اصل بتایا جاتا ہے اور اینگلوسن فرنج سے بھی اس کا اشتقاق ظاہر کیا گیا ہے۔ ۵۵ انگریزی میں مختلف معنوں میں آتا ہے۔ یہاں مشاورت یا مشاورتی اجلاس کے معنی میں ہے۔

ہاتھ سے گوروں کے جاں ہوویں کیونگر اہل ہند
کام کرتے ہی نہیں ہر گز یہ دن کونسل کے

(مصحفی، کلیات، جلد ۴، ص ۴۶۶)

گلاس رگیلاس (glass)

گلاس کے انگریزی تلفظ میں ابتدا میں دو مصمتے (consonants) ایک ساتھ آتے ہیں جن کو ٹھیک سے ادا کرنا اردو والوں کے لیے آسان نہیں ہوتا۔ اسی لسانی مجبوری کے تحت ہم آج بھی اردو میں گلاس (گاف ساکن) کو گلاس (گاف مسور) یا گلاس (گاف مفتوح) بولتے ہیں۔ ممکن ہے انشا کے دور میں کسرے کی بجائے یاے معروف بولا جاتا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شعر کا وزن پورا کرنے کی غرض سے یہ تلفظ لکھا ہو کیونکہ انشا کے معاصر مصحفی کے ہاں اس کا املا ”گلاس“ ملتا ہے۔ انگریزی سے اردو میں آیا اس کی اصل جرمنک ہے اور مشابہ الفاظ جرمن اور ولندیزی زبانوں میں بھی موجود ہیں۔^{۵۶}

اپنے گیلاس شگوفے بھی کریں گے حاضر
غنیچہ و گل سبھی وہاں کھولیں گے بوجھ کے دہن

(انشا، کلام انشاء، ص ۲۲۳)

کر کبھی لگ نہ سکے اس کو بلوریں گیلاس
ہوے بالفرض بہا اس کی اگر ملک سخن

(انشا، کلام انشاء، ص ۲۲۵)

آوے گلاس مے کا تو یاں پھٹ دست کھائے
چین جنیں سے کاسے چینی نکلت کھائے

(مصحفی، کلیات، جلد ۸، ص ۱۰۰)

تا نہ باقی رہے مے اور نہ مے میں مستی
توڑتا سب تک سے ہے وہ شیشے کا گلاس

(ذوق، کلیات، جلد ۲، ص ۵۵)

گورنر (governor)

اس کی اصل تو یونانی ہے مگر یونانی سے قدیم فرانسیسی اور وہاں سے انگریزی میں پہنچا۔^{۵۷} اردو کو انگریزی کی عطا ہے، لفظ بھی اور عہدہ بھی۔

جب تک چرخ کہن شکل گورز میں رہے
صاحب شرق میں جب تک کہ ہوں جہل کے چلن

(انٹا، کلام انشا، ص ۳۳۱)

ملک گیری میں گورز تجھے سمجھے جو فلک
ہوویں پھر کیوں نہ کلکڑے لیرے اور البٹ

(مصحفی، کلیات، جلد ۹، ص ۲۳۳)

لاڈ/لارڈ (lord)

اصل جرمنک ہے، قدیم انگریزی میں وہیں سے آیا۔^{۵۸} انگریزی سے اردو میں آیا اور اس
کا املا اردو میں ”لاٹے“ بھی کیا جاتا ہے۔ بلکہ کچھ لوگ اب تک اس طرح بولتے ہیں ”لاٹے صاحب“ ظناً بھی
استعمال ہوتا ہے۔

لاڈ حکام نے ایسے ہی کیے اک دو وار
دفعہ کانپ گیا جس کے سبب سب دکھن

(انٹا، کلام انشا، ص ۳۲۹)

سلامت رہیں وٹری لاڈ صاحب
رہے قائم ان کی یہ فرماں روائی

(میرامن، گنج خوبی، ص ۲)

لبر (number)

ہم اپنے بچپن میں اسکول میں بعض لڑکوں کے منہ سے ”نمبر“ کا تلفظ ”لبر“ سنتے تھے (مثلاً
”تمہارے کتنے لبر آئے؟“) اور حیران ہوتے تھے (انہوں نے غالباً اپنے بڑوں سے سنا ہوگا)۔ لیکن بعد میں
معلوم ہوا کہ اس تلفظ کے لیے غالب کی سند موجود ہے۔ غالب نے اپنے ایک سہرے میں ”لبر“ استعمال کیا ہے
اور کافی داس پتارضا کی تحقیق کے مطابق یہ شعر ۱۸۵۲ء میں کہا گیا تھا۔^{۵۹} نسخہ عرشی میں بھی موجود ہے۔

سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے پر اے طرف کلاہ
مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لبر سہرا

(غالب، دیوان، نسخہ عرشی، ص ۳۹۲)

نظام

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے بقول اس کی اصل پرنگالی کا لیلان (leilao) ہے۔^{۶۰}
دل کا زلفوں میں مرے سہل ہوا یوں سوا
جیسے سستی کوئی بک جائے ہے نظام کی چیز
(ظفر، کلیات، ظفر، جلد ۲، بر حاشیہ، ص ۴۲)

ول روائل (voile)

یہ ایک قسم کا باریک اور نیم شفاف کپڑا ہوتا ہے۔ یہ سوتی، اونی یا ریشمی بھی ہو سکتا ہے۔ فرانسیسی لفظ ہے^{۶۱} اور اردو کو انگریزی کی دین ہے۔

میں نے جو ایک طفل فرنگی سے کل کہا
کرتی تری نجات کی کیا ول ہے سرخ و سبز

(شاہ نصیر، کلیات، جلد ۲، ص ۸۷)

ان امثال کی کیفیت مشتے نمونہ زخروارے کی سی ہے۔ اس موضوع پر تفصیلی کام کرنے کی ضرورت

ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- ۰ ایسی ایسے پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی۔
- ۱ قاضی ظہور الحسن ناظم سہوہاروی، اردو ادب کی انسائیکلو پیڈیا مرتبہ ناصر فتح (لاہور، ۲۰۰۳ء)، ص ۳۱۔
- ۲ ایضاً۔
- ۳ میر حسن، تذکرہ شعراء اردو مرتبہ حبیب الرحمن خاں شیروانی (دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۳۶ء)، ص ۱۵۰۔
- ۴ ایضاً۔
- ۵ اصل فارسی عبارت یہ ہے: ”مگر واقعے کے مجر شہید شدن سراج الدولہ در شہر افتادہاں وقت فی البدیہہ اس شعری خوند و از شیرداراں خبر می پرسید، وہی گریست۔“ میں شعر از وہ پادشاہ رمانڈ“ (ص ۱۵۰)۔ اس کے بعد اردو کا شعر درج ہے جو اوپر اس مقالے کے متن میں نقل ہوا ہے۔
- ۵ ایضاً۔

- نیز مختلف تذکروں سے موزوں سے متعلق حاصل کردہ معلومات کا نچوڑ پرفیسر محمد انصاف نے جامع التذکرہ میں دیا ہے (جلد ۱ ص ۲۵۳)۔ اس سے بھی موزوں کے سال پیدائش اور وفات کا علم نہیں ہوتا۔
- ۶۔ الؤس اسپرنگر (Aloys Sprenger)، یادگار تہذیب و تمدن، احمد (مکتبہ: آریڈیشن اردو کاوی، ۱۹۸۵ء)، ص ۷۰۔
- علی ابراہیم خاں خلیل کے جس تذکرے کا حالہ اسپرنگر نے دیا ہے وہ گلزار ابراہیم کے نام سے ہے اس کا سال تکمیل ۱۷۸۳ء بتایا جاتا ہے لیکن اس کے بعد بھی مؤلف اس میں اضافے کرتے رہے (امتیاز علی خاں عرش، دستور الفصاحت، دیباچہ، ص ۱۲)۔ اس تذکرے میں قدم تذکروں کے بیانات کو چھان چنگ کر قبول کیا گیا ہے چنانچہ یہ اس زمانے کے اہم تذکروں میں شمار ہوتا ہے (تفصیلات کے لیے: انصاف، جامع التذکرہ، جلد ۱ ص ۱۷)۔ اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اس تذکرے میں موزوں کے بارے میں وہی کئی معلومات بڑی حد تک صحیح ہیں۔
- ۷۔ ما لکدام، تذکرہ صا و سلا (دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۶۸۔
- ۸۔ جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد ۳ (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۶ء)، ص ۶۰۔
- ۹۔ بحر کے دیوان ریاض البحر میں مثلاً یہ اشعار شامل ہیں جن میں ”کاک“ (cork) اور ”لیلام“ (نیلام) (پرتگالی: leilao) جیسے الفاظ موجود ہیں:
- گلابوں میں رہے کاک کے عوض غنچے
کھڑے کے منہ پہ کورے کی جا گلاب رہا
(ص ۲۸، بر حاشیہ)
- قدر میرے کھیر دل کی کچھ اوس بت نے نہ کی
بت کدہ لیلام ہوتا میں جو قیمت مانگتا
(ص ۲۳، بر حاشیہ)
- ۱۰۔ مثلاً کلیات منیر میں شامل اس شعر میں لفظ ”لاشیں“ جو انگریزی کے لائنٹن (lantern) کا بگاڑ ہے کا استعمال ملتا ہے:
- لاشیں جگے پر کرتی ہیں نور افشائیاں
رات کو چھو نہیں ہے نقش پائے مور کا
(جلد ۲، ص ۳۶، بر حاشیہ)
- ۱۱۔ اردو ادب کی انسائیکلو پیڈیا، ص ۳۲-۳۰۔
- ۱۲۔ ملاحظہ ہو: میان چندین، ”کلام اکبر میں انگریزی الفاظ“، مشمولہ سماجی اردو کراچی، جلد ۱، شماره ۱-۲، ۱۹۹۵ء، ص ۸۰-۵۱۔
- ۱۳۔ ابوالیث صدیقی، ادب اور لسانیات (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۰ء)، ص ۷۳-۸۲۔
- ۱۴۔ ملاحظہ کیجئے: جریڈہ کراچی شماره ۳۶، ص ۵۹۹ و بعد۔
- ۱۵۔ مولوی عبدالحق، ”اردو میں وٹل الفاظ“، مشمولہ سماجی اردو کراچی (جولائی ۱۹۳۹ء)، ص ۵ و بعد۔ نیز ”اٹل یورپ نے اردو کی کیا خدمت کی؟“، مشمولہ سماجی اردو اور گنگا آباد (جنوری ۱۹۳۳ء)۔
- ۱۶۔ محمد بن عمر کی ان کتابوں میں پرتگالی زبان کا اثر اردو زبان پر، اردو زبان پر انگریزی زبان کے اثرات، اردو

- میں دخیل یورپی الفاظ اور اردو میں فرانسیسی الفاظ شامل ہیں۔
- ۱۷۔ ملاحظہ ہو: فتح محمد ملک اور عبدالرحمن طارق، اردو انسگریزی معتمرك ذخیرة الفاظ (اسلام آباد: مقتدر قومی زبان، ۲۰۰۳ء)۔
- ۱۸۔ اس کی تفصیل کئی کتابوں میں ملتی ہے مثلاً *A Short History of Pakistan* (مدیر عمومی، اشتیاق حسین قریشی) کی تیسری اور چوتھی جلد میں۔ محسن الدین عقیل نے آزادی کسی قومی تحریک کے پہلے باب میں اس کا مختصر لیکن اچھا جائزہ دیا ہے اور اس کے مزید آخذ بھی بتائے ہیں۔ نیز محمد بن عمر نے اپنی کتابوں (ملاحظہ ہو: شمارہ ۱۶) میں اس کا تاریخی اور سیاسی پس منظر بتایا ہے۔
- ۱۹۔ تفصیلات کے لیے: محمد بن عمر یرتگالی زبان کا انثر اردو زبان پر، ص ۴۹-۵۰۔
- ۲۰۔ مولوی عبدالحمید، دیباچہ لغت کبیر، ص ۱۹-۱۸۔
- ۲۱۔ گلیس عینول (Glynis Chantrell) *The Oxford Dictionary of Word Histories* (نیویارک: برکلی بکس، ۲۰۰۳ء)، ص ۲۶-۲۷۔
- ۲۲۔ *Concise Oxford English Dictionary*, 11th edition, 2006.
- ۲۳۔ محمد بن عمر، اردو میں فرانسیسی الفاظ (حیدرآباد وکن: کتاب خانہ، ۱۹۵۲ء)، ص ۱۲۔
- ۲۴۔ گلیس عینول، مجملہ بالا، ص ۳۵۵۔
- ۲۵۔ ایضاً۔
- ۲۶۔ ایضاً، ص ۱۷۱۔
- ۲۷۔ ایضاً، ص ۶۸۔
- ۲۸۔ لنڈا فلیول (Linda Flavell) اور راجر فلیول (Roger Flavell)، *Dictionary of Word Origins* (لندن: کائل کتب، ۱۹۹۵ء)، ص ۳۲-۳۳۔
- ۲۹۔ جارج کلر ڈوائٹ ورتھ (George Clifford Whitworth) *An Anglo-Indian Dictionary* (لاہور: سٹیبل میل، ۱۹۸۱ء)، ص ۵۳۔
- ۳۰۔ ہنری یول (Henry Yule) اور اے سی برٹل (A. C. Burnell) *Hobson-Jobson* (دہلی: فنی رام منوہر لال، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۲۲-۱۲۳۔
- ۳۱۔ آئیوی لیویس (Ivor Lewis) *Sahibs, Nabobs and Boxwallas* (اوکسفرڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۷۲۔
- ۳۲۔ گلیس عینول، مجملہ بالا، ص ۳۷۹۔
- ۳۳۔ ایضاً۔
- ۳۴۔ ایضاً، ص ۳۸۲۔
- ۳۵۔ ایضاً، ص ۳۷۹۔
- ۳۶۔ کلیات مصحفی مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور (جلد ۹، ص ۲۵۹) میں یہ لفظ نیشل کی بجائے فسل چھپا ہے جو کتابت کی غلطی ہے۔
- ۳۷۔ گلیس عینول، ص ۳۹۰۔

- ۳۸۔ انڈیول اور راجہ قلیول، محولہ بالا، ص ۲۳۷؛ نیز گلیٹس سنٹرل، ص ۵۱۳۔
- ۳۹۔ گلیٹس سنٹرل، ص ۲۲۹۔
- ۴۰۔ Webster's Unabridged Dictionary، جلد ۱، ص ۵۳۹؛ نیز گلیٹس سنٹرل، ص ۱۵۸۔
- ۴۱۔ گلیٹس سنٹرل، ص ۲۲۹۔
- ۴۲۔ ایضاً، ص ۲۳۵۔
- ۴۳۔ ایضاً، ص ۲۳۶۔
- ۴۴۔ جلد ۲، ص ۱۵۲۰۔
- ۴۵۔ گلیٹس سنٹرل، ص ۲۲۷۔
- ۴۶۔ ایضاً، ص ۲۱۸۔
- ۴۷۔ ایضاً، ص ۲۰۶۔
- ۴۸۔ Concise Oxford English Dictionary. 11th edition, 2006.
- ۴۹۔ Webster's Unabridged Dictionary. vol I, II, 2nd edition, 1975.
- ۵۰۔ کاتب نے "کاگ" کو "کاک" لکھا ہے لیکن یہ کاگ ہی ہونا چاہیے کیونکہ اس نزل میں قولی آگ، بھاگ، ناگ، راگ، لاگ بھاگ وغیرہ ہیں۔
- ۵۱۔ Concise Oxford English Dictionary. 11th edition, 2006.
- ۵۲۔ گلیٹس سنٹرل، ص ۱۰۵-۱۰۴۔
- ۵۳۔ تفصیلات کے لیے: ایمرٹ سی بو (Albert C. Baugh) اور طامس کیبل (Thomas Cable)، A History of the English Language، باب پنجم (لندن: رونی اینڈ کمپنی پال، ۱۹۸۶ء)۔
- ۵۴۔ انگریزی میں ڈیکشنری فرہنگی الفاظ کی تفصیلات کے لیے: رابرٹ کلیرن (Robert Claiborne)، The Life and Times of the English Language، باب پنجم؛ نیز ڈیوڈ کرسٹل (David Crystal)، The Cambridge Encyclopedia of Language، ص ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۶۔
- ۵۵۔ گلیٹس سنٹرل، ص ۱۲۳۔
- ۵۶۔ ایضاً، ص ۲۳۳۔
- ۵۷۔ ایضاً، ص ۲۳۶۔
- ۵۸۔ ایضاً، ص ۳۰۷۔
- ۵۹۔ کافی داس گپتارضا، دیوان غالب، ص ۳۳۶۔
- ۶۰۔ مولوی عبدالحق، "اردو میں ڈیکشنری الفاظ" مشمولہ رسالہ "اردو کراچی" (جولائی ۱۹۳۹ء)، ص ۳۵۸۔
- ۶۱۔ Concise Oxford English Dictionary. 11th edition, 2006.

ماخذ

- آخر، ولید علی شاہ۔ کلیات۔ ۱۳۷۸ھ۔ (محولہ مطبوعہ نئے کے ابتدائی صفحات غائب تھے، لہذا دیگر طباعتی تفصیلات کا علم نہ ہو سکا۔ یہ نسخہ اردو لغت بورڈ کے کتب خانے میں دیکھنے کا موقع ملا جس کے لیے راقم، بورڈ کے سربراہ اور محلے کا شکر گزار ہے)۔
- اسپرنگر، الؤس (Sprenger, Aloys)۔ زیاد گار شاعر۔ مترجم طفیل احمد۔ کھنڈ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۵ء۔
- اسن، میر۔ گنج حویلی۔ بسکی مطبعہ محبوب، طبع دوم، ۱۳۹۲ھ۔
- انٹا، انٹا اللہ خاں۔ کلام انصاف۔ مرتبین مرزا محمد عسکری و محمد رفیع۔ لہ آباد ہندوستانی اکیڈمی، ۱۹۵۲ء۔
- انصار اللہ محمد۔ جامع التذکرہ۔ جلد اول۔ دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء۔
- آتش، خواجہ حیدر علی۔ کلیات۔ آتش۔ جلد اول۔ مرتب سید مرتضیٰ حسین فاضل کھنڈوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء۔
- _____۔ کلیات۔ آتش۔ جلد دوم۔ مرتب سید مرتضیٰ حسین فاضل کھنڈوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء۔
- بحر، امداد علی۔ ریاض البحر۔ کھنڈ: مطبعہ مصطفائی، ۱۳۸۵ھ۔
- بخاری، سہیل۔ "اردو میں وٹیل اور وٹیل نما الفاظ"۔ مشمولہ جریڈہ شمارہ ۳۶، کراچی یونیورسٹی (۲۰۰۲ء)۔
- یو اے آر سی (Baugh, Albert C.) اور کیبل، طاس (Cable, Thomas)۔ *A History of the English Language*۔ لندن: رونی اینڈ کمپنی پال، ۱۹۸۶ء۔
- جالبی، جمیل۔ تاریخ ادب اردو۔ جلد ۳۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۶ء۔
- جین، گیان چند۔ "کلام اکبر میں انگریزی الفاظ"۔ مشمولہ سماجی اردو کراچی، جلد ۱۷، شمارہ ۱-۲ (۱۹۹۵ء) ۵۷-۸۰۔
- حسن، میر۔ تذکرہ شعراء اردو۔ مرتب محمد حبیب الرحمن خاں شیروانی۔ دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، طبع جدید، ۱۹۳۰ء۔
- ذوق دہلوی، محمد امجد الحق۔ کلیات ذوق۔ جلد دوم۔ مرتب تنویر احمد علوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء۔
- رضاء کالی داس گپتا۔ مرتب دیوان غالب۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۲ء۔
- رتنم، سعادت یار خان۔ دیوان بیخستہ (قلمی نسخے کا نسخہ)، سال کتابت ۱۲۳۹ ہجری (اس قلمی نسخے کی کاپی نقل اور وضاحت بورڈ میں موجود ہے اور اسے دیکھنے کا راقم کو موقع ملا۔ اس پر The Govt. of India, Delhi, MSS کی ہر شے ہے۔ کاپی نقل کے ایک صفحے پر کسی عبداللطیف کھنڈوی نامی صاحب نے نسخے کے بارے میں معلومات لکھ رکھی ہیں جن کے مطابق یہ رتنم کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ ہے اور سال کتابت ۱۲۳۹ھ ہے۔ دیوان کا سال آغاز ۱۲۱۵ھ اور سال تکمیل ۱۲۲۰ھ ہے)۔
- سروں، حبیب علی بیگ۔ فصاحت عجائب۔ مرتب رشید حسن خاں۔ دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۰ء۔
- سودا، مرزا رفیع۔ کلیات۔ مرتب عس الدین صدیقی۔ جلد ۲۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۷ء۔
- عسقل، گلینیس (Chantrell, Glynis)۔ *The Oxford Dictionary of Word Histories*۔ نیویارک: برکلی بکس، ۲۰۰۳ء۔
- صدیقی، ابواللیث۔ ادب اور لسانیات۔ کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۰ء۔
- ظفر، بہادر شاہ۔ کلیات ظفر۔ محملہ چار جلد۔ کھنڈ: نول کٹون، ۱۹۱۸ء۔
- عبداللہ حق مولوی۔ "اہل یورپ نے اردو کی کیا خدمت کی؟"۔ مشمولہ سماجی اردو اور گنگ آباد (جنوری ۱۹۳۳ء)۔
- _____۔ "اردو میں وٹیل الفاظ"۔ مشمولہ سماجی اردو کراچی (جولائی ۱۹۳۹ء)۔

- _____۔ ”توپاچہ لغت کبیر“۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۳ء۔
- عبدالوہاب قاضی۔ تحقیقات و دود۔ پٹنہ: خدا بخش اور نیشنل پبلک لائبریری، ۱۹۹۵ء۔
- عرشی، امتیاز علی خاں (مرتب)۔ دستور الفصاحت۔ مؤلف سید احمد علی خاں یکا۔ رام پور، ہندوستان پریس، ۱۹۳۳ء۔
- عقیل، معین الدین۔ آزادی کسی قومی تحریک: تحقیق اور تجزیہ۔ لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، س۔ان۔
- عمر محمد بن۔ اردو زبان پر انگریزی زبان کے اثرات۔ حیدرآباد وکن: کتاب خانہ، ۱۹۵۵ء۔
- _____۔ اردو میں دخیل یورپی الفاظ۔ حیدرآباد وکن: کتاب خانہ، ۱۹۵۵ء۔
- _____۔ اردو میں فرانسیسی الفاظ۔ حیدرآباد وکن: کتاب خانہ، ۱۹۵۲ء۔
- _____۔ حیرتگالی زبان کا اثر اردو زبان پر۔ حیدرآباد وکن: کتاب خانہ، ۱۹۵۲ء۔
- غالب، مرزا اسد اللہ خاں۔ دیوان۔ مرتب امتیاز علی خاں عرشی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع ۱۱ نومبر، ۲۰۱۱ء۔
- _____۔ دیوان غالب کامل، تاریخی ترتیب کے ساتھ۔ مرتب کالی داس گپتا رضا۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۴ء۔
- فلویل، راجر (Flavell, Roger) اور فلویل، لندا (Flavell, Linda)۔ *Dictionary of Word Origins*۔ لندن: کاکل کیتھی، ۱۹۹۵ء۔
- قریبی، اشتیاق حسین (مدیر عمومی)۔ *A Short History of Pakistan*۔ کراچی: کراچی یونیورسٹی، ۲۰۰۶ء۔
- کرٹل، ڈیوڈ (Crystal, David)۔ *The Cambridge Encyclopedia of Language*۔ کمبریج یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۵ء۔
- لیس، آئیو (Lewis, Ivor)۔ *Sahibs, Nabobs and Boxwallas*۔ اوکسفرڈ، ۱۹۹۱ء۔
- مالک رام۔ تذکرہ ماہ و سال۔ دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۹۱ء۔
- مصطفیٰ، غلام بھائی۔ کلیات۔ جلد ۲۔ مرتبہ نور الحسن نقوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۴ء۔
- _____۔ کلیات۔ جلد ۷۔ مرتبہ نور الحسن نقوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۵ء۔
- _____۔ کلیات۔ جلد ۸۔ مرتبہ نور الحسن نقوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۲ء۔
- _____۔ کلیات۔ جلد ۹۔ مرتبہ نور الحسن نقوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۹ء۔
- ملک، شیخ محمد طارق، عبدالرحمن۔ اردو انگریزی مستشرق ذخیرۃ الفاظ۔ اسلام آباد: مقتدر نقوی زبان، ۲۰۰۲ء۔
- منیر شکوہ آبادی، اسطیغیل۔ نظم منیر (مطبوعہ، جامعہ کلیات منیر)۔ لکھنؤ: مطبع شری، ۱۳۹۶ھ۔
- ناخ، شیخ نام بخش۔ کلیات۔ جلد ۱۔ مرتبہ یونس جاوید۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۹ء۔
- _____۔ کلیات۔ جلد ۲۔ مرتبہ یونس جاوید۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۹ء۔
- ناظم سیوہاروی، قاضی ظہور الحسن۔ اردو ادب کی انسائیکلو پیڈیا۔ مرتبہ عامر فرحت۔ لاہور، ۲۰۰۳ء۔
- نصیر، شاہ۔ کلیات۔ جلد ۱۔ مرتبہ تنویر احمد علوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء۔
- _____۔ کلیات۔ جلد ۳۔ مرتبہ تنویر احمد علوی۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء۔
- وائٹ ورتھ، جارج کلرڈ (Whitworth, George Clifford)۔ *An Anglo-Indian Dictionary*۔ لاہور: ملک میل،

۱۹۸۱ء

یول، ہنری (Yule, Henry) اور برٹل، اے سی (Burnell, A. C.) - *Hobson-Jobson* - دہلی: منشی رام منوہر لال، ۱۹۸۳ء۔

حوالہ جاتی کتب

اردو لغت، تاریخی اصول پر - جلد ۱ - ۲۲۲ - کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۷ء تا ۲۰۱۰ء۔

Concise Oxford English Dictionary. 11th edition, 2006.

Webster's Unabridged Dictionary. vol I, II, 2nd edition, 1975.

A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English. compiled by John T. Platts. Delhi:

Munshiram Manoharlal Publishers, 1993.